www.KitaboSunnat.com

مقالات

پروفیسر چوہدری عبدالحفیظ
حافظ محمد اسرائیل فاروقی

سلام کی اہمیت، فضیلت اور آداب

مذاہب عالم میں سلام کا تصور

دنیا کی ہر قوم میں ملاقات کا ایک طریقہ اور سلیقہ موجود ہے، عیسائی جب ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو اگر سر پر کوئی ٹوپی یا ہیٹ ہو تو اسے اٹھا کر تھوڑا سا سر جھکا کر کہتے ہیں Good Morning, Good by, Good Evening- یہودیوں کے ہاں سلام کا طریقہ وہی ہے جو عام طور پر سکاؤٹوں اور ملٹری میں رائج ہے- دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں اکٹھی کرکے پیشانی تک لانا اور نیچے سے کھٹاک سے پاؤں مارنا- ہندو ملاقات کے وقت دونوں ہاتھ جوڑ کر پیشانی کے سامنے لاتے ہیں اور زبان سے لفظ "نمستے" ادا کرتے ہیں- سکھ ملاقات کے وقت "ست سری اکال" کا نعرہ لگاتے ہیں- اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عرب ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو حیاک اللہ، حیاک اللہ بالخیر اور یا انعم صباحا کے الفاظ استعمال کرتے تھے- (اللہ تجھے زندہ رکھے، اللہ تجھے بھلائی سے زندہ رکھے، تمہاری صبح نعمت والی ہو)- آج کل بھی عرب ممالک میں صباح النور اور مساء النور کے الفاظ ملاقات کے وقت مستعمل ہیں-

حقیقت میں ابتدائے آفرینش سے ہی انسان کو سلام کا مسنون طریقہ سکھایا گیا- حضرت آدمؑ جب پیدا ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا: آدمؑ! کچھ فرشتے بیٹھے ہوئے ہیں، انہیں جاکر سلام کہو، حضرت آدمؑ نے انہیں جاکر السلام علیکم کہا، فرشتوں نے جواب دیا: وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ-

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدمؑ قیامت تک تیری ذریت (اولاد) کا یہی سلام ہوگا-

جونہی پیغمبروں کی تعلیمات معاشرے سے مٹنا شروع ہوئیں، سلام کا یہ طریقہ بھی جہالت کے غلبے سے کئی صورتیں بدلتا رہا- بعثت نبویؐ سے پہلے عرب ایک دوسرے کو "حیاک اللہ" کے الفاظ سے زندگی کی دعا دیا کرتے تھے، چونکہ عربوں میں باہم جنگ و جدال ہر لحہ و ہر آن جاری رہتا تھا، اس لئے ایک دوسرے کو زندگی کی دعا دیتے تھے- بقول حالی مرحوم

کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا   کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پہ جھگڑا
یونہی ہوتی رہتی تھی تکرار ان میں   یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر و بیشتر حملے قافلوں پر اس وقت ہوتے تھے جب وہ صبح کی میٹھی نیند سوئے ہوتے تھے۔ متاع زندگی بہت ارزاں تھی، اس لئے عربوں کی یہ مجبوری بن گئی تھی کہ وہ اپنی اس قیمتی متاع کے لئے ایک دوسرے کو زندگی کی دعا دیتے تھے یا "صبح کے نعمت والی" ہونے کی دعا دیتے تھے۔ قرآن مجید کی سورۂ نساء میں عربوں کے انہیں معروف الفاظ کی بنیاد پر یہ حکم آیا:

﴿ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ﴾ [1]

"اور جب تمہیں کوئی سلام کہے تو تم اسے سلام کا بہتر جواب دو یا کم سے کم اتنا ہی ضرور لوٹا دو"

تحیة: سلام کے معروف معنوں میں آج بھی مستعمل ہے۔

سلام کے معانی

سلام سے مراد دراصل سلامتی، امن اور عافیت ہے۔ سلامتی میں انسان کی ساری زندگی، اس کے معمولات، اس کی تجارت، اس کی زراعت اور اس کے عزیز و اقارب گویا معاشرتی زندگی کے سب پہلو، دین، دنیا اور آخرت شامل ہوتے ہیں۔

امام راغب اصفہانیؒ نے المفردات میں لکھا ہے:

السلام التعری من الآفات الظاهرة والباطنة

"یعنی ظاہری اور باطنی آفات و مصائب سے محفوظ رہنا"

پس جب ہم کسی کو "السلام علیکم" کہتے ہیں تو اس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ "تم جسمانی، ذہنی اور روحانی طور پر عافیت میں رہو" تمہاری دنیا اور آخرت کی زندگی کے تمام معمولات اور انجام، امن اور عافیت والے ہوں۔ رسول اکرمؐ کی یہ حدیث اس مفہوم کو یوں واضح کرتی ہے:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده

"صحیح معنوں میں مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان امن اور عافیت میں رہیں۔"

عربوں کے سلام پر ایک لحظہ غور کیجئے "حیاك الله" کا معنی اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے۔ شریعت میں زندگی کی ایسی دعا کبھی نہیں مانگی گئی۔ اگر ایسی دعا سے کسی انسان کی زندگی سو سال یا اس سے اوپر ہوجائے اور وہ زندگی مصائب و آلام سے عبارت ہو، انسان بڑھاپے کی ایسی منزل کو جا پہنچے جس سے نبی اکرمؐ نے پناہ مانگی:

اللهم انی أعوذبك من أرذل العمر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے اللہ تعالیٰ میں رذیل عمر سے تیری پناہ چاہتا ہوں"

تو ایسی زندگی سے موت انسان کے لئے بہتر ہے۔ معاشرے میں ایسے بہت سے انسان دیکھنے کو اب بھی ملتے ہیں جن کے بارے میں انسان مجبور ہو کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ! اسے اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ پرخلوص دعاؤں کے نتیجے میں لمبی زندگی مل بھی جائے تو یاد رہنا چاہئے کہ ایسی زندگی انسان کے لئے نعمت نہیں بلکہ مصیبت اور زحمت ہوتی ہے۔ پھر رشتہ دار اور عزیز و اقارب بھی ایسے انسان کے لئے موت کی دعائیں مانگتے ہیں۔ قرآن مجید نے بہت خوبصورت بات کہی: ﴿ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ﴾ [۲] "اور جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں، اسے خلقت میں اوندھا کر دیتے ہیں"۔ زندگی کی دعا اگر دینا ہو تو یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت عطا فرمائے۔ (بارک اللہ فی عمرک) یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ زندگی تو انسان کی اس دن لکھ دی گئی تھی جب انسان اپنی ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا تھا۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴾ [۳]

"ہر ایک امت کے لئے (موت) کا ایک وقت مقرر ہے جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی دیر نہیں کرسکتے اور نہ جلدی کرسکتے ہیں"

بعض لوگ یوں دعا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عمر نوحؑ یا عمر خضرؑ عطا فرمائے۔ شاعر نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے:

مجھے زندگی کی دعا دینے والے
تیرے خلوص کو نیند آگئی تو کیا ہو

سلام کی اہمیت

"سلام" کے لئے جو کلمات حضرت آدمؑ سے لے کر رسول اکرمؐ تک بتائے گئے، وہ یہ ہیں: السلام علیکم (تم پر سلامتی ہو)، وعلیکم السلام (اور تم پر بھی سلامتی ہو) یہ کلمات اتنے جامع ہیں کہ اس میں انسان کی ساری زندگی کا احاطہ ہوجاتا ہے۔ زندگی انسان کی دو دن، چار دن یا سو سال کی ہو، ایک مسلمان بھائی اپنے مسلمان بھائی کے لئے یہ دعا کرتا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کرے تمہاری زندگی کے یہ دن سلامتی سے بسر ہوں" مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات ہو، رنج والم تمہارے نزدیک نہ پھٹکنے پائے۔ جیسے قرآن کہتا ہے کہ انسان کی آزمائش بھوک اور افلاس سے بھی ہوتی ہے، کسی ظالم اور جابر بادشاہ کا خوف مسلط کرکے بھی، انسان کے مال اور جان میں کمی سے بھی، کھیتوں اور باغات میں بیماریوں اور آسمانی آفات کے ذریعے بھی تو گویا "السلام علیکم" ایسی سب آزمائشوں سے انسان کو محفوظ رکھنے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا ہے۔ اس دعا کا صرف دنیوی زندگی پر اطلاق نہیں ہوتا بلکہ آخرت کی زندگی بھی اس میں شامل ہے۔ گویا دونوں جہانوں کی سلامتی مقصود ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے غائر معالعہ سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اللہ تعالٰی کے پیغمبرؑ جب بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالٰی نے انہیں لفظ "سلامتی" سے یاد کیا اور سلامتی سے یاد کرنے کے ناطے سے ان پیغمبروں کی مصیبتیں اور پریشانیاں دور ہوگئیں:

﴿ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴾ (۴)

"پروردگار مہربان کی طرف سے سلام (کہا جائے گا)"

یعنی سلامتی اللہ تعالٰی کی طرف سے ایک کلمہ ہے جو انسانوں کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔

حضرت نوحؑ پر جب مشکل وقت آیا تو اللہ تعالٰی نے فرمایا:

﴿ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴾ (۵)

"تمام جہانوں میں نوحؑ پر سلامتی ہو" ——— دوسری جگہ فرمایا:

﴿ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ ﴾ (۶)

"حکم ہوا، اے نوحؑ ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جاؤ"

جب زمین پانی اگل رہی تھی، آسمان سے موسلا دھار بارش جاری تھی۔ اس طوفانی دھارے میں جبکہ سب پہاڑوں کی چوٹیاں زیر آب آچکی تھیں، تو اگر حضرت نوحؑ کی کشتی ان متلاطم موجوں پر سلامت تھی تو دراصل یہ اللہ تعالٰی کا وہ پیغام تھا جو لفظ سلامتی کے ناطے سے حضرت نوحؑ کو پہنچا تھا۔

حضرت ابراہیمؑ پر زندگی میں سب سے مشکل وقت وہ تھا جب نمرود نے آپؑ کو آگ میں ڈالا، اللہ تعالٰی کی طرف سے فوراً "پیغام سلامتی" پہنچا:

﴿ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴾ (۷)

"ہم نے حکم دیا، اے آگ! سرد ہوجا اور ابراہیمؑ کے لئے موجب سلامتی بن جا"

حضرت یحیٰؑ کی پیدائش پر اللہ جل شانہ کی طرف سے "پیغام سلامتی" یوں سنایا گیا:

﴿ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴾ (۸)

"اور جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وفات پائیں گے اور جس دن زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے ان پر سلام اور رحمت ہے"

بن باپ پیدا ہونے کے ناطے سے جب حضرت عیسیٰؑ پر نازک وقت آیا تو ان کی زبان پر اللہ تعالٰی کی طرف سے سلامتی کا اعلان اس طرح ہوا:

﴿ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴾ (سورۂ مریم:۳۳)

"اور جس دن میں پیدا ہوا، اور جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن زندہ کرکے اٹھایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاؤں گا مجھ پر سلام اور رحمت ہے"

فرعون جیسے ظالم اور جابر بادشاہ کے دربار میں جب حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سلامتی کا پیغام سنایا:

﴿ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴾ (۹)

"موسیٰؑ اور ہارونؑ پر سلام ہو"

حضرت الیاسؑ پر سلامتی کا اعلان اس طرح ہوا:

﴿ وَسَلَامٌ عَلَىٰ إِلْيَاسِينَ ﴾ (۱۰) "اور الیاسین پر سلام ہو"

اللہ جل شانہ نے تمام پیغمبروں کو سلامتی سے نوازا، فرمایا:

﴿ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴾ (۱۱) "اور پیغمبروں پر سلام ہو"

حضرت رسول اکرمؐ پر دائمی سلامتی کا اعلان اس طرح ہوا:

﴿ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ (۱۲)

"اللہ جل شانہ اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ پر درود بھیجتے ہیں، اے اہل ایمان! تم بھی پیغمبرؐ پر درود و سلام بھیجا کرو"

ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ جب بھی کسی پیغمبر پر مشکل وقت آیا، اللہ تعالیٰ نے اسے لفظ "سلامتی" سے نوازا۔ لہٰذا "سلام" دراصل دین و دنیا اور آخرت کی سلامتی کا ضامن ہے۔ اسی لئے تمام مسلمانوں کو ملاقات کے وقت ایک دوسرے کی سلامتی کی دعا مانگنے کا حکم دیا گیا۔ تاکہ مسلمان ہر قسم کے مصائب و آلام سے دنیا میں امن میں رہے اور اس کی اخروی زندگی بھی سلامتی سے ہمکنار ہو۔

سلام کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پیدائش آدمؑ سے اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دیا، یہ دنیا کی ہر شریعت میں معمول رہا، نبی اکرمؐ ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے تو مدینہ طیبہ کی گلیوں میں اونٹنی پر سوار تبلیغ کا سب سے پہلا یہ جملہ تھا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ...... تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ ﴾ (۱۳)

"اے لوگو سلام کو عام کرو...... تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے"

سلام کرنے کی حکمت

سلام سے انسان ایک دوسرے کے قریب آتا ہے۔ باہم پیار و محبت پیدا ہوتی ہے۔

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:

لاتدخلون الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا ألا أدلكم على شئ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إذا فعلتموه تحاببتم أفشوا السلام بينكم (۱۴)

"تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگے جب تک ایمان نہ لاؤ گے اور اس وقت تک مومن نہ ہوگے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو گے کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں کہ جس پر عمل کرنے سے تم باہم محبت کرنے لگو: یہ کہ سلام کو خوب پھیلاؤ"

دوسری جگہ آپؐ کا فرمان ہے:

"ان افضل الأعمال إطعام الطعام و تقرأ السلام علی من عرفت و من لم تعرف" (۱۵)

"سب سے افضل ترین عمل کھانا کھلانا اور تو ہر اس آدمی (مسلمان) کو سلام کہے جسے تو جانتا ہے اور جسے تو نہیں جانتا"

صحابہ کرامؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب چلتے ہوئے راستے میں کوئی درخت یا کوئی ٹیلہ ایسا آجاتا تو وہ دائیں بائیں سے گزرنے کے بعد ملتے وقت ایک دوسرے کو "سلام" کہتے تھے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے:

كان أصحاب رسول الله يتماشون فإذا لقيتهم شجرة او اكمة تفرّقوا يمينًا و شمالًا فاذا التقوا امن ورآئها يسلّم بعضهم علی بعض۔ (۱۶)

سنن ابی داؤد کی حدیث میں ہے:

إذا لقي أحدكم اخاه فليسلّم عليه فان حالت بينهما شجرة أوجدار أو حجر ثم لقيه فليسلّم عليه (۱۷)

"جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کو ملے، اسے چاہئے کہ اپنے ساتھی کو سلام کہے، اگر درمیان میں کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو جائے، تو پھر (بھی) ملاقات پر اپنے ساتھی کو سلام کہے"

حدیث میں یہ بھی آیا ہے:

إذا قعد أحدكم فليسلّم وإذا قام فليسلّم (۱۸)

"جب تم میں سے کوئی مجلس میں آکر بیٹھے تو (پھر) سلام کہے اور جب رخصت ہونے کے لئے اٹھے تو سلام کہے۔"

عرب ممالک، خصوصاً سعودی عرب میں ان احادیث پر عمل روزمرہ کے معمولات میں داخل ہے۔ یہاں تک دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ایک آدمی گلا صاف کرنے کے لئے بھی مجلس سے اٹھا تو واپسی پر اس نے سلام کہا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاں یہ مسائل عوام کے علم میں نہیں ہیں۔ لہٰذا ہمارے ہاں سلام صرف اس آدمی کو کہا جاتا ہے جس سے کوئی واقفیت ہو، اجنبی آدمی کو ہم سلام نہیں کہتے، جبکہ نبی اکرمؐ نے یہ تلقین فرمائی: کہ افضل عمل یہ ہے کہ تو ہر اس آدمی کو سلام کہے جسے تو جانتا ہے اور جسے تو نہیں جانتا۔ قرآن مجید میں اس بات کا تذکرہ کثرت سے موجود ہے کہ جنت کی بولی سلام، سلام ہوگی اور جنت کے داروغے اہل ایمان کو خوشخبریاں سنائیں گے:

﴿ وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴾ (۱۹)

"تو داروغہ جنت ان سے کہے گا۔ تم پر سلام ہو، تم بہت اچھے رہے۔ اب اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔"

﴿ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴾ (۲۰)

"اس (جنت) میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے۔"

﴿ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ﴾ (۲۱)

"تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔"

﴿ دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴾ (۲۲)

"جب وہ ان میں نعمتوں کو دیکھیں گے تو بے ساختہ کہیں گے "سبحان اللہ" اور آپس میں ان کی دعا "سلام" ہوگی۔"

﴿ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا ﴾ (۲۳)

"وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ گالی گلوچ، ہاں ان کا کلام سلام، سلام ہوگا۔"

﴿ سَلَامٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴾ (۲۴)

"(کہیں گے) تم پر سلامتی ہو یہ تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر بہت خوب ہے۔"

﴿ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ﴾ (۲۵)

"اپنے پروردگار کے حکم سے ہمیشہ ان (باغات میں) رہیں گے وہاں ان کا ملنا سلام، سلام ہوگا۔"

﴿ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ﴾ (۲۶)

"جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا کہ ان میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ۔"

﴿ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴾ (۲۷)

"فرشتے بوقت نزع مسلمانوں کو یہ خوشخبری سناتے ہیں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ "السلام علیکم" کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے بدلے میں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔"

ہماری نماز بھی سلام سے بے نیاز نہیں ہے۔ (یعنی نماز کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ دائیں، بائیں کہنے سے ہوتا ہے) ہم تشہد میں بھی نبی اکرمؐ کے لئے، تمام صالحین کے لئے اور اپنے لئے سلامتی کی دعاء کرتے ہیں:

"التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك أيها النبي ورحمة الله و بركاته السلام علينا و على عباد الله الصالحين"

"تمام عبادتیں، ساری دعائیں اور پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ اے نبیؐ! آپ پر سلام ہو اور اللہ جل شانہ کی رحمت اور اس کی برکتیں آپؐ پر نازل ہوں، سلام ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں پر بھی ہو۔"

نبی اکرمؐ کے ذریعے تمام نیک بندوں کے لئے سلامتی کا پیغام یوں قرآن میں آیا ہے:

﴿ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ﴾ (۲۸)

"آپؐ کہہ دیجئے سب تعریف اللہ جل شانہ ہی کو سزاوار ہے اور اس کے منتخب بندوں پر سلام ہے" —— دوسری جگہ فرمایا:

﴿ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلَامٌ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴾ (۲۹)

"جس روز وہ ان سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہو گا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔" —— اور جگہ فرمایا:

﴿ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلَامًا ﴾ (۳۰)

"ان کے صبر کی وجہ سے انہیں بالا خانہ عطا کئے جائیں گے اور انہیں دعا اور سلام کے تحفے ملیں گے۔"

"سلام" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی سلامتی اور عافیت کا سرچشمہ ہے، اس لئے ہر نماز کے بعد رسول اکرمؐ نے یہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا:

اللهم انت السلام و منك السلام تباركت يا ذالجلال والاكرام (۳۱)

"اے اللہ! تو سلامتی کا منبع ہے اور سلامتی تیری ہی طرف سے ہے، اے عزت اور بزرگی کے مالک تیری ذات ہی بابرکت ہے"

ان آیات و احادیث کا احاطہ بہت مشکل ہے جن میں سلام کی اہمیت بیان ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کہ جنت میں ہر طرف سلامتی ہی سلامتی کی صدائیں ہونگیں تو پھر کیوں نہ ہم دنیا میں بھی انہی صداؤں کو عام کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام کے آداب

قرآن و سنت نے صرف "سلام" کی اہمیت ہی بیان نہیں کی بلکہ "سلام" کے آداب کی طرف
بھی ہماری رہنمائی کی ہے۔ سورۂ نساء میں فرمایا:

﴿ وَإِذَا حُيِّيتُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ﴾ (۳۲)

"اور جب تمہیں کوئی ایک "سلام" کہے تو تم اس کے "سلام" کا بہتر انداز سے جواب دو
یا کم از کم اتنا ہی لوٹا دو۔ بے شک اللہ جل شانہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے"

اس سے مفسرین نے استنباط کیا ہے کہ سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔
لیکن بعض محدثین نے ان احادیث سے جن میں سلام کہنے کا حکم ہے مثلاً "أفشوا السّلام" "ان
تقرأ السلام علی من عرفت و من لم تعرف" اور "فسلم علیه" سے استدلال کیا ہے کہ
چونکہ یہ قولی احادیث ہیں اس لئے "سلام" کرنا واجب بھی ہے۔

سلام کا بہتر جواب

رسول اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے نبیؐ! سلام کا بہتر جواب کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جو
آدمی آپ کو "السلام علیکم" کہے، آپ اسے یوں جواب دیں "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" اگر کوئی آپ
کو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہے تو آپ اس کو جواب دیں "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔ صحابہ
نے عرض کیا اگر کوئی اس طرح سلام کرے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" تو رسول اکرمؐ نے
فرمایا: چونکہ اس نے آپ کے لئے فضیلت کا کوئی کلمہ نہیں چھوڑا، لہٰذا آپ اسے کہیں "وعلیکم" (یعنی
جتنا سلام تم نے مجھے کیا اتنا ہی آپ پر ہو)

(نوٹ) "متعدد ضعیف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ "ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کے بعد
"ومغفرتہ" وغیرہ کا اضافہ بھی ہے۔

چھوٹا بڑے کو سلام کرے

حدیث میں ہے:

"کہ چھوٹے پر لازم ہے کہ وہ اپنے سے بڑے کو سلام کہے اور جو آدمی پیدل چل رہا ہے
اس پر لازم ہے کہ وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کہے اور جو تعداد میں تھوڑے ہوں، ان پر لازم ہے
کہ وہ اپنے سے زیادہ کو سلام کہیں، اور مسلم شریف کی ایک روایت میں آیا ہے کہ سوار
پیدل کو سلام کہے۔" (۳۳)

ایک اور حدیث میں آپؐ کا فرمان ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومن لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا فلیس منا۔

"اور جو آدمی اپنے سے بڑے کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا وہ ہماری امت کا فرد نہیں"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ چھوٹوں پر بڑوں کا احترام لازم ہے، اسی لئے چھوٹوں پر لازم کیا گیا کہ وہ بڑوں کو "سلام" کہیں۔ لیکن چھوٹے بچوں کی تربیت کے لئے یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ بڑے چھوٹوں کو سلام کہیں۔ اس طرح ان کی سلام کرنے کی عادت پختہ ہوگی اور وہ خود بڑوں کے احترام میں انہیں "سلام" کرنے میں پہل کریں گے۔

سوار پیدل کو سلام کہے

فرمایا: "پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور سوار پیدل کو سلام کہے"

اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بیٹھنے والے کو کبھی آنے والے شخص سے ضرر (نقصان وغیرہ) کا خطرہ ہو سکتا ہے تو سلام کہنے سے ضرر (یعنی تکلیف) کا خطرہ جاتا رہے گا۔[۳۴]

ماہرین نفسیات نے کہا کہ "جو آدمی جتنی حرکت میں ہوتا ہے اس کا دماغ اتنی ہی اونچی پرواز کرتا ہے" تو اس لئے ایسے آدمی کے سر میں سمائے ہوئے "غرور" کو نکالنے کے لئے یہ حکم دیا: "پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور سوار پیدل کو سلام کہے" تاکہ اگر اس کے دماغ میں کوئی غرور کی بو ہے تو نکل جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

البادی بالسلام بری من الکبر۔

"سلام میں پہل کرنے والا فخر و غرور سے بری ہے"

۱۔ اگر دو پیدل چلنے والے اور دو سوار باہم ملیں تو جو آدمی دین و شریعت کے لحاظ سے مقام و مرتبے میں بلند ہے تو پھر دوسرے آدمی کو چاہئے کہ وہ اسے پہلے سلام کہے۔ کیونکہ شریعت میں دینی مقام کا احترام اور لحاظ لازم ہے۔ یہی سلام کی حکمت بھی ہے۔ اسی لئے نبی اکرمؐ نے امیر کے احترام کا حکم دیا۔ فرمایا: "قوموا إلی سیدکم"۔

۲۔ اگر دو ملاقات کرنے والے مقام و مرتبے میں برابر ہوں تو حدیث میں آتا ہے کہ "وخیرھما الذی یبدأ بالسلام" (بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے) حضرت جابرؓ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں: "الماشیان اذا اجتمعا فایھما بدأ بالسلام فھو افضل" (دو پیدل چلنے والے جب آپس میں ملاقات کریں تو سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے)

ترمذی شریف میں ہے: "ان أولی الناس باللہ من بدأ بالسلام"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ بہتر ہے جو سلام میں پہل کرے)

حسن اور طبرانی میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے نبیؐ جب ہم ملاقات کریں تو "سلام" میں کون پہل کرے؟ آپؐ نے فرمایا:

"اطوعکم للہ تعالیٰ" (جو تم میں سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ فرمانبردار ہے)

۳۔ سوار پیدل کو "سلام" کہے":

موجودہ دور کے اعتبار سے اس کی تشریح یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ جو آدمی جتنی بڑی سواری پر سوار ہو اتنا ہی اس کا سر فخر سے بلند ہو سکتا ہے، اس لئے بڑی گاڑی کا سوار کار کے سوار کو سلام میں پہل کرے، کار کا سوار موٹر سائیکل کے سوار کو سلام میں پہل کرے، موٹر سائیکل سوار سائیکل سوار کو "سلام" میں پہل کرے، اسی طرح اونٹ پر سوار گھوڑے پر سوار آدمی کو سلام میں پہل کرے، تاکہ دماغ کا فتور جاتا رہے اور یہی سلام کا مقصد ہے۔

۴۔ اگر جماعت کی طرف سے ایک آدمی اونچی آواز سے سلام کہے تو ساری جماعت کے لئے کافی ہوجاتا ہے، دوسری طرف سے بھی اگر ایک آدمی اونچی آواز سے جواب دے تو جماعت کی طرف سے کافی ہوجاتا ہے۔ اسی طرح تعداد میں کم لوگوں کو اپنے سے زیادہ کو سلام کہنے کا جو حکم دیا تو اس کی وجہ "اکرام جماعت" ہے۔ اسے محدثین نے "سنت کفایہ" قرار دیا ہے، یہ صورت بھی "فرض کفایہ" کی طرح ہے۔ جیسے نماز جنازہ میں گھر کا اگر ایک فرد شریک ہو تو سب کی طرف سے نماز جنازہ ادا ہوجاتی ہے، اسی طرح جماعت میں سے ایک آدمی کے سلام کہنے اور ایک آدمی کے جواب دینے سے سنت پوری ہوجائے گی۔ مگر یہ یاد رہے کہ اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ باقی جماعت بالکل خاموش رہے، اگر سارے سلام کہیں اور سب جواب دیں تو یہ اولیٰ اور افضل ہے۔

غیر مسلموں کو سلام

اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کو سلام کہنے میں پہل نہیں کرنی چاہئے، اس کا سبب یہ ہے کہ سلام سلامتی کی دعا ہے، امن اور عافیت کا پیغام ہے جو غیر مسلموں کے لئے جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی مخلوط محفل میں مسلمان، مشرک، بتوں کے پجاری، یہودی اور عیسائی اکٹھے موجود ہوں تو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت اسامہؓ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ مربمجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین عبدة الأوثان والیھود فسلم علیہ۔

رسول اکرمؐ کا فرمان ہے کہ اگر اہل کتاب تمہیں راستے میں سلام کہنے میں پہل کریں تو تم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہیں "وعلیکم" کہہ دو "إذا سلم علیکم اھل الکتاب فقولوا وعلیکم"

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، آپؐ نے فرمایا:

"اذا سلم علیکم الیھود فانما یقول أحدھم السّام علیک فقل و علیک"

"جب تمہیں یہود "سلام" کہیں تو ان میں سے اگر کوئی یہ کہے "السام علیک" (تم پر ہلاکت ہو) تو "وعلیک" کہہ دو"

جمہور ائمہ کرام کا خیال ہے کہ اہل کتاب کو سلام کی ابتدا کرنا جائز نہیں، لیکن بعض شافعیہ کے مطابق سلام میں پہل جائز ہے اور صرف "السلام علیکم" کہے، ابن عباسؓ وغیرہم کا یہی مذہب ہے۔ قاضی عیاضؒ نے ایک جماعت سے بیان کیا ہے کہ ضرورت اور حاجت کے وقت سلام میں پہل جائز ہے مگر "ورحمۃ اللہ" کے الفاظ نہ کہے۔

یہ جو فرمایا کہ انہیں تنگ راستے سے گزرنے پر مجبور کرو، تو یہ اسلام کی سرفرازی (Supremacy) کا مسئلہ ہے، اسلام زمانے میں دبنے کے لئے نہیں آیا، فرمان الٰہی ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ﴾ (۳۴)

کا تقاضا ہے کہ اسلام کا یہ مقام اور مرتبہ دنیا پر عیاں ہو۔ نیز یہ صورت ایسے معاشرے میں وجود پذیر ہوسکتی ہے جہاں مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مشترکہ رہائش ہو اور مسلمان حکمران ہوں۔ لیکن اگر یہود و نصاریٰ مہمان کی حیثیت سے ملک میں آئیں تو مہمان کے احترام کے ناطے سے ان سے یہ سلوک نہیں ہونا چاہئے۔ نجران کے عیسائیوں کا وفد جب رسول اکرمؐ کے پاس آیا تھا تو آپؐ نے انہیں مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا اور خود ان کی میزبانی فرماتے رہے۔ لہٰذا ہمارے ہاں اگر کوئی وفد آجائے تو اس کا معنی یہ نہیں کہ انہیں تنگ راستوں سے گزرنے پر مجبور کردیا جائے۔

گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام کہنا

آداب سلام میں سے یہ بھی ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے باہر نکلتے وقت اہل و عیال کو "سلام" کہنا چاہئے۔ سورۂ نور میں ارشاد ہے:

﴿ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ﴾ (۳۵)

"جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کہو، یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے"

شریعت کا یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں کے علاوہ جب کسی دوسرے کے گھر میں جانا مقصود ہو تو بلا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو، اور اجازت مانگنے کا سلیقہ یہ ہے کہ دروازے سے باہر کھڑے ہو کر گھر والوں کو اونچی آواز سے سلام کہا جائے، جس کے الفاظ یہ ہوں: "السلام علیکم یا اہل البیت"

فرمان باری ہے:

﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾

"اے ایمان والو! جب اپنے گھروں کے سوا دوسرے لوگوں کے گھروں میں جانا مقصود ہو تو اہل خانہ سے اجازت لئے بغیر اور ان کو "سلام" کے بغیر داخل نہ ہوا کرو، یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اپنے یا غیر کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے "سلام" کہنا ضروری ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ اگر گھر میں کوئی آدمی موجود نہ ہو تو پھر بھی سلام کہنا چاہئے، اس لئے کہ فرشتے اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں:

"یستحب اذا لم یکن فی البیت احد ان یقول السلام علینا وعلی عباداللہ الصالحین"

طبرانی میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ اگر مسافر کے دل میں یہ گمان ہو کہ وہ بیٹھے ہوئے آدمی کو سلام کہے گا اور وہ اسے جواب نہیں دے گا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا یہ گمان چھوڑ دے اور سلام کہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا گمان غلط ہو، اور اگر وہ اسے سلام کا جواب نہیں دے گا تو فرشتے اس کو جواب دیں گے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ جس آدمی کو یہ گمان ہو کہ جسے وہ سلام کہے گا اور وہ اس کا جواب نہیں دے گا تو اس کو سلام نہیں کہنا چاہئے، اس کا سبب غالباً دوسرے آدمی کو گناہ سے بچانا ہے۔ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی باتوں پر شرعی حکم کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ ابن دقیق العیدؒ کا بھی خیال ہے کہ ایک مسلمان کو جو سلام کا جواب نہ دینا چاہے، گناہ میں گھسیٹنا سلام کی مصلحت سے زیادہ سخت ترین ہے۔

کن لوگوں کو سلام نہیں کرنا چاہئے

سلام کے آداب میں امام نوویؒ نے یہ فرمایا ہے کہ کھانے اور پینے میں مصروف، بیت الخلا یا حمام میں داخل، سوئے ہوئے، نماز میں مصروف اور اذان دینے والے کو سلام نہیں کرنا چاہئے۔ بیت الخلا یا حمام میں موجود آدمی کو اس وقت تک جواب دینے کی ضرورت نہیں جب تک وہ تہبند نہ باندھ لے (یہ اس صورت میں ہے جب کسی نے اس پر سلام کہہ دیا ہو) خطبہ جمعہ میں سلام کہنے کو مکروہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھا گیا ہے۔ کیونکہ جمعہ کا خطبہ خاموشی سے سننا ضروری ہے۔ اگر کوئی سلام کہے تو اس کا جواب دینا واجب نہیں۔ اسی طرح تلاوت قرآن مجید میں مشغول آدمی کے بارے میں واحدی کا قول یہ ہے کہ بہتر یہ ہے کہ اس کو سلام نہ کیا جائے اور اگر کوئی اسے سلام کہہ دے تو تلاوت کرنے والا صرف اشارے سے جواب دے، لیکن اگر وہ "وعلیکم السلام" سے جواب دیتا ہے تو اسے چاہئے کہ پھر اعوذ باللہ پڑھ کر تلاوت شروع کرے۔ بہرصورت اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام نوویؒ کا خیال یہ ہے کہ اس کو سلام کہنا بھی جائز ہے اور اس کو "سلام" کا جواب دینا بھی واجب ہے۔

غصے میں کیا کرنا چاہئے

یہ انسان کی فطرت ہے کہ اسے غصہ آتا ہے اور بسا اوقات دوستوں، بھائیوں کا آپس میں اختلاف بھی ہوتا ہے۔ اس اختلاف سے ایک دوسرے سے بول چال اور گفتگو ختم ہو جاتی ہے، ایسی صورت میں سلام کرنا تو درکنار انسان سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہیں کرتا، شریعت نے انسان کی اس نفسیات کا لحاظ رکھا ہے، نبی اکرمؐ کا فرمان ہے:

"لا یحل لمسلم أن یھجر اخاہ فوق ثلث لیال، یلتقیان فیعرض ھذا و یعرض ھذا و خیرھما الذی یبدأ بالسلام" (۳۶)

"کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلام کرے، کہ وہ دونوں آپس میں ملتے ہیں، ایک اس طرف منہ پھیرلیتا ہے اور دوسرا اس طرف منہ پھیرلیتا ہے، اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔"

گویا شریعت نے تین دن رات تک بائیکاٹ کی اجازت دی اور پھر اس آدمی کو بہتر قرار دیا جو سلام میں پہل کرتا ہے۔ کیونکہ سلام کا جواب دینے سے غصہ جاتا رہتا ہے۔ فقہا نے تین دن رات تک بائیکاٹ کی حکمت اس طرح بیان کی ہے کہ پہلے دن غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے، دوسرے روز رجوع پیدا ہوتا ہے اور تیسرے دن وہ اپنے بھائی سے معذرت کرلیتا ہے۔ لیکن تین دن سے زیادہ غصہ حرام ہے۔ عام طور پر معاشرے میں غصے اور ناراضگی کی یہی دلیل ہوتی ہے کہ آپ سلام کہیں اور وہ آپ کو جواب نہ دے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: "روٹھے ہوئے بھائی کی طرف رجوع کرنا دراصل اسے سلام کرنا ہے"۔

مصافحہ

سلام سے اگلا قدم مصافحہ ہے، عام طور پر مصافحہ کا معنی دو بھائیوں کا آپس میں ہاتھ ملاتے ہوئے ایک دوسرے کو سلام کہنا ہے۔ یہ زیادہ محبت اور پیار کی دلیل ہے۔ اگر لفظ مصافحہ پر غور کیا جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو یہ باب مفاعلہ ہے۔ اس سے مراد باہم ایک دوسرے سے درگذر کرنا ہے۔ امام راغبؒ نے صفح کا معنی ترک تشریب یعنی الزام اور طعنہ وغیرہ چھوڑ دینا کیا ہے۔ صفح کا معنی کنارہ کش ہونا، الزام سے درگزر کرنا، دل کی کدورتوں، نفرتوں، بغض، حسد اور عناد کو دل کی گہرائیوں سے نکال دینے کا دوسرا نام ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے: ﴿ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا ﴾ "تم معاف کردو اور درگذر کرو"

نیز صفح کو عفو سے زیادہ بلیغ مانا گیا ہے۔ پس سلام کے ساتھ ساتھ دو بھائیوں کا آپس میں "مصافحہ" کرنا بلاشبہ زیادہ پیار و محبت کی دلیل ہے، اسی لئے نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"مامن مسلمین یلتقیان فیتصافحان الاغفر لهما قبل ان یتفرقا"۔ (۳۷)

"اگر دو مسلمان آپس میں ملتے ہوئے اخوت دینی کی بنا پر مصافحہ کریں تو وہ جدا ہونے سے پہلے بخش دیئے جاتے ہیں۔"

پس ہمیں چاہئے کہ اظہار محبت کے لئے سلام کے ساتھ ساتھ "مصافحہ" بھی کریں۔

معانقہ

"سلام" اور "مصافحہ" کے ساتھ ساتھ اسلام نے اظہار محبت کا ایک اور طریقہ "معانقہ" بھی سکھایا ہے، معانقے سے مراد سلام کہتے ہوئے گردن سے گردن ملانا ہے۔ جب کوئی شخص مدت کے بعد ملے یا لمبے سفر سے لوٹے تو اس کے ساتھ اظہار محبت کے لئے آپس میں گلے ملنا (معانقہ) بھی جائز ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: حضرت زیدؓ بن حارثہ مدینہ آئے تو حضورؐ میرے ہاں تشریف فرما تھے، انہوں نے دروازے پر دستک دی، حضورؐ نے اس وقت کرتا اتارا ہوا تھا۔ آپؐ اسی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور لپک کر زیدؓ بن حارثہ کو گلے لگا لیا اور انہیں چوما: "فاعتنقه رسول الله وقبله"۔ اسی طرح جب حضرت جعفرؓ بن ابی طالب ہجرت حبشہ سے واپس تشریف لائے تو "فالتزمه وقبل مابین عینیه" (حضورؐ ان سے چمٹ گئے اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔)

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ محض فیشن یا رسم و رواج کی صورت میں "سام علیکم" اور جواب میں "سام علیکم" کہتے ہیں جو کسی صورت میں بھی شریعت میں جائز نہیں، کیونکہ "سام" کا معنی ہلاکت و تباہی ہے۔ یہودی نبی اکرم ﷺ سے یہ چال بازی کیا کرتے تھے، اس لئے مسلمان پر لازم ہے کہ وہ واضح طور پر "السلام علیکم" کہے اور جواب دینے والے پر واجب ہے کہ وہ مسنون الفاظ "وعلیکم السلام" کہے۔

ہاں اگر دو بھائی وفور جذبات میں ایک دوسرے کو سلام میں پہل کرتے ہیں تو پھر دونوں کو "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" بھی کہہ دینا چاہئے۔ واللہ تعالی ولی التوفیق۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ